مسلمان اور قبر پرستی

فیاّض حسین جامعی مجدّدی نقشبندی

ناشر

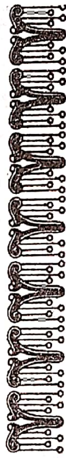
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

مسلمان اور قبر پرستی



فیاض حسین جامعی مجددی نقشبندی



سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیتہ منزل بربرشاہ، سری نگر- ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیت و رأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کردیا ہے۔ اس کے صاف وشفاف جسم کو داغ دار کردیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبّوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں وکشمیر نے اصلاح عمل وعقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جدوجہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بزرگو اور بھائیو!

آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب بزرگانِ دین کے مزاروں پر عرس ہوتے ہیں تو لاکھوں مسلمان اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر ان میں شرکت کرتے ہیں۔ مزاروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ قبروں کی چوما چاٹی کرتے ہیں اور صاحبِ مزار سے اس طرح دُعا مانگتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہیں۔ دولت مانگتے ہیں، اولاد مانگتے ہیں، کسی مقدمے سے بری ہونے کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہوتا ہے کہ صاحبِ مزار ان کی ہر مصیبت کو دور کر سکتا ہے۔

میں نے اکثر لوگوں کو اپنی آنکھوں سے قبروں کو سجدہ کرتے اور اہلِ مزار سے براہِ راست دُعائیں مانگتے دیکھا ہے۔

کسی کی عظمت اور اپنی نیازمندی کے اظہار کے لئے اپنی پیشانی کو اس کے سامنے زمین پر رکھ دینا سجدہ کہلاتا ہے۔ یہ سجدہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) سجدۂ عبودیت جو خاص خدائے تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے اور جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے۔ دوسرا سجدۂ تعظیمی ہے جو بعض لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اپنے پیروں اور مزاروں کو کرتے ہیں۔ میں اسی سجدۂ تعظیمی کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا سجدۂ تعظیمی

اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام (پہلے انسان) کو فرشتوں سے سجدہ کرایا تھا۔

دوسرا سجدۂ تعظیمی

جب حضرت یوسف علیہ السلام ملک مصر کے حکمراں ہو گئے اور ان کے بھائیوں نے کنعان سے آکر اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کی اتنی بڑی شان اور عظمت دیکھی تو احتراماً اور عاجزی کے اظہار کے لئے یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ ان دونوں سجدوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

قبر پرست علماء اور صوفی انہیں دونوں واقعات کو بیان کر کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ بزرگوں اور پیروں یا قبروں کو سجدہ تعظیمی جائز ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پہلی شریعتوں میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا لیکن ہم مسلمان ہیں ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا اسلامی شریعت میں بھی سجدۂ تعظیمی جائز ہے یا نہیں۔

قیس بن سعد سے روایت ہے کہ میں حیرہ میں آیا تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے مرزبان (اپنے بادشاہ) کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو سجدہ کئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا تو کہا میں حیرہ گیا تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے مرزبان کو سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ آپؐ تو اس سے کہیں زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا کیا خیال

ہے اگر تم میری قبر سے گزرو گے تو کیا تم اسے سجدہ کرو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا دیکھنا ایسا مت کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

عن جندب رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یقول الا انّ من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انّی انھاکم عن ذالک

مشکوٰۃ ص۶۹ رواہ مسلم

جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انھوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ سنو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں۔

آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیا اب اسی سلسلے میں قرآن کریم کی شہادت ملاحظہ فرمائیے:

والّذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یُخلَقُونَ اموات غیرُ احیاء وما یشعرون ایّان یبعثون۔

(سورۂ نحل)

اللہ کے سوا دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی کے لئے) پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے لئے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا

الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور پر جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ نہ بُت ہو سکتے ہیں اور نہ فرشتے بلکہ صاف مراد قبر والوں سے ہے کیونکہ شیطان اور فرشتے

زندہ ہیں ان پر اموات غیر احیاء کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ رہے لکڑی اور پتھر کے بُت ان کے لئے دوبارہ اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وَمَا يَشْعُرُوْنَ وَمَا يُبْعَثُوْنَ (انہیں خبر بھی نہیں ہے کہ کب اٹھائے جائیں گے) سے مُراد شہدا اور صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہو سکتے ہیں۔

عرب میں متعدد قبائل ربیعہ۔ غسان۔ کلب۔ ثعلب۔ قضاعہ۔ کنانہ۔ جرث کعب کندہ وغیرہ کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ اس زمانہ میں اپنے انبیاء۔ اولیاء اور بزرگوں کی پرستش میں بری طرح مبتلا تھے اور اسی طرح مشرکین میں بہت سے بزرگ گزرے ہیں۔ جن کو بعد کی نسلوں نے اپنا معبود اور حاجت روا بنا لیا۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم نوح کے وَد۔ سُواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر یہ سب اولیاء اللہ تھے جنہیں لوگ خدا بنا کر پوجتے تھے۔ بعض ان کی قبروں سے وابستہ ہو گئے اور بعض نے ان کے مجسمے اور بُت بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔ عرب میں ان کی پوجا خوب ہو رہی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسناف اور نائلہ دونوں ہی انسان تھے۔ انہیں معبودوں کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ	تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو ان
اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ	سے دُعائیں مانگ کر دیکھو یہ تمہاری دُعاؤں
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورہ اعراف)	کا جواب دیں گے اگر تم سچے ہو۔

اللہ کے سوا اس کے بندوں سے یا اولیاء اللہ کی روحوں سے مدد مانگنا یہ سب شرک ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (نساء)	اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اس کے سوا اگر چاہے گا تو دوسرے گناہوں کو بخش دے گا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تجعلوا قبری وبیتی عیداً	میری قبر یا میرے گھر کو میلہ کی جگہ مت بنانا۔

عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر بھڑکتا ہے جو قوم اپنی نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مرض الموت میں آپؐ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے تو قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر سے کھلا ہوا چھوڑ دیا جاتا۔ چنانچہ آج تک یہی حالت ہے کہ جب مسلمان حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کی زیارت کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہ صرف جالیوں سے ہی مزار مقدس کا دیدار کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص تعظیماً جھکتا ہے تو عربی سپاہی کا کوڑا اس کی پشت پر پڑتا ہے۔ اس لیے سب لوگ کھڑے ہو کر ہی درود و سلام پڑھتے ہیں۔

جب ہندوستان میں شاہانِ مغلیہ کی حکومت قائم ہوئی تو بادشاہ اکبر نے اپنے

جاہ پرست وزراء اور علماء کے بہکانے سے دین الٰہی جاری کیا جس میں اکبر کو لوگ اپنا بھگوان سمجھ کر اسے سجدۂ تعظیمی کرتے تھے۔ بادشاہ اکبر کے زمانہ میں اس دور کے سب سے بڑے بزرگ سرہند میں پیدا ہوئے جن کا نام حضرت احمد تھا اور جن کا لقب بعد کو حضرت مجدد الف ثانیؒ ہوا۔

جاہل علماء اور فقراء نے جو نئی نئی بدعتیں اسلام میں پھیلا دی تھیں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان کا قلع قمع کر دیا۔ وہ ابوالفضل اور فیضی اکبر کے وزیروں اور دیگر سرکاری علماء سے ملے اور انہیں بڑی لعنت وملامت کی کہ انھوں نے اپنے اقتدار اور مطلب کی خاطر بادشاہ اکبر کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کہنے سننے سے مسلمانوں کو ایسے سجدہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔

جب شہزادہ سلیم جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا تو اس کے عہد میں بھی ہر شخص کے لئے سجدۂ تعظیمی کی رسم جاری رہی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے سجدۂ تعظیمی کے خلاف جہانگیر کے دربار میں تقریر کی۔ جہانگیر کو یہ تقریر پسند نہیں آئی اور حضرت کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد جہانگیر نے خواب دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو قید کر کے بڑا برا کیا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں اور تیری بیماری ان ہی کی دعا سے جائے گی۔

جہانگیر نے یہ خواب دیکھا تو بہت ڈرا اور فوراً حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کا حکم دے دیا۔ چند سرکاری افسر حضرت مجدد الف ثانیؒ کو لینے کے لئے گوالیار کے قید خانہ میں پہنچے ان کو نہایت عزت اور احترام کے ساتھ آگرہ لائے۔ دربار میں ان کو ایک باعزت اور بلند مقام پر بٹھایا گیا اور جہانگیر اور اس کے دوسرے سردار حضرت مجدد الف ثانیؒ

کے مرید ہو گئے۔ اور سجدۂ تعظیمی یکسر ختم کر دیا گیا۔

اس شہادت کے بعد کسی صوفی۔ کسی درویش یا عارف باللہ یا قبر پرستوں کے عالم میں ہمت اور مجال ہے کہ قبر کے آگے سجدۂ تعظیمی کرنے کا جواز ثابت کر سکے۔

قبروں کو چوما چاٹی کرنے والے کہتے ہیں کہ جب حجر اسود (کعبہ کی دیوار میں لگے ہوئے ایک کالے پتھر) کو چومنا جائز ہے تو پھر کسی بزرگ کے مزار مبارک کو بوسہ دینا یا آنکھوں سے لگانا کیوں ناجائز ہے؟

حجر اسود کعبہ کی دیوار کے باہر نکلے ہوئے ایک کونہ میں کچھ اونچائی پر نصب ہے جب لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے پاس سے گزرتے ہیں تو یا تو اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے ہیں یا اگر موقع ملے تو اسے چوم لیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایک تاریخی اور مقدس پتھر ہے۔

قبروں کے پتھر حجر اسود کی طرح مقدس نہیں ہوتے۔ قبروں کے چومنے سے صاحب مزار کی تعظیم اور پرستش مراد ہوتی ہے جس پر روپیہ پیسہ مٹھائی اور چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ حجر اسود اور قبروں کے پتھر کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔ مسجدوں کو خانہ خدا کہا جاتا ہے مسجدوں کا پتھر قبروں کے پتھروں سے زیادہ مقدس ہوتا ہے لیکن میں نے آج تک کسی بھی شخص کو مسجدوں کے پتھروں کو چومتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حجر اسود (کالا پتھر) سطح زمین سے تقریباً ۴ فٹ کی بلندی پر کعبہ کی دیواروں کے موڑ پر کونے میں نصب ہے اور وہ چاندی کے خول میں رکھا ہوا ہے یہ دیوار میں اس طرح چنا ہوا ہے کہ اس کا کوئی حصہ دیوار سے باہر نہیں۔ نہ اس کی پرستش ہوتی ہے۔ نہ اس پر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں نہ اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔

اس پتھر کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

اے پتھر! میں تیرا احترام اس لئے کرتا ہوں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے تیرا احترام کیا تھا۔ ورنہ تجھ میں اور ایک معمولی پتھر میں کوئی فرق نہیں۔

۲

اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قبر پرست صاحب مزار سے براہ راست دُعائیں مانگتے ہیں اور اس کو حاجت روا سمجھتے ہیں۔ یہ بات شریعت اسلامیہ کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔

ایک مرتبہ میں نے ایک بہت بڑے شاعر کو ایک غریب اور بے روزگار شخص کے متعلق صاحب مزار سے درخواست کرتے سنا۔

حضرت! اس شخص کو دہلی میں رہتے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ بے چارے کو کوئی نوکری نہیں ملتی۔ اس پر کرم کیجیے۔ اس کو جلد سے جلد نوکری دلا دیجیے۔

لیکن اس بیچارے کو کہیں بھی نوکری نہ ملی اور وہ ایک سال نہایت ذلت کی زندگی گزار کر سہسوان چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے دُعا کرنا یا مدد مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں کلام اللہ کے احکامات سن لیجیے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ اسی کی سلطنت ہے اور اس کے سوا تم جن کو پکارتے ہو تو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری نہیں سنیں گے۔ اگر سن

مِثْلُ خَبِيْرٍ

(سورہ فاطر)

بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں اور قیامت کے روز تمہارے شرک کی مخالفت کریں گے۔

اور مجھ کو خبر رکھنے والے کے برابر کوئی نہیں بتلائے گا۔

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضّر عنکم ولا تحویلا۔ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایّھم اقرب ویرجون رحمۃ ویخافون عذابہ انّ عذاب ربک کان محذورا۔

آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم اللہ کے سوا قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی سو وہ نہ تو تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔ یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کا ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون سا مقرب ہے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرانے والا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ

آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم اللہ کے سوا سمجھ رہے ہو ان کو پکارو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور نہ ان دونوں کے پیدا کرنے میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کے کسی کام میں مددگار ہے اور نہ اللہ کے سامنے (کسی کی) سفارش

عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (۲۳)

(سورہ سبا)

کام میں نہیں آتی مگر اس کے لیے جس کی نسبت (شفیع) اجازت دے دے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوجاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے حکم فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ (فلانی) حق بات کا حکم فرمایا تھا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون الھکم الہ واحد

جن کو یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے۔ وہ خود ہی مخلوق ہیں۔ مردے ہیں، زندے نہیں ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (۳) مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

(زمر ع ۱)

اور جن لوگوں نے اس کے سوا اوروں کو شرکاء تجویز کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی پرستش اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو ان کے اور ان کے مقابل اہل ایمان کے باہمی اختلافات کا قیامت کے روز، اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو (قولاً) جھوٹا ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز تجویز کر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ
اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ (عنکبوت ۲۵ع۳)

رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جس
نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں
زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ کاش کہ یہ بات
وہ جانتے ہوتے۔

والذین یدعون من دونہ
لا یستجیبون لھم بشیءٍ کباسطِ
کفیہ الی الماءِ لیبلغ فاہ وما ھو

اور اللہ کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان
کی درخواست کو پورا کرتا ہے جو اپنے دونوں
ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہے کہ وہ اس کے
منہ تک آجائے اور وہ اس کے منہ تک آنے
والا نہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ
اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ (اعراف)

اور تم جن لوگوں کو پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ
تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے
ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ
فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ
(یونس)

اور مت پکارو سوائے اللہ کے اس کو جو تجھ کو نہ
کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ پھر
اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں حق ضائع کرنے
والے ہو جاؤ گے۔

ان الذین تدعون من دون اللّٰہ
لن یخلقوا ذبابًا ولو اجتمعوا
لہٗ وان یسلبھم الذباب شیئًا

جن لوگوں کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے ہرگز
نہ پیدا کر سکیں گے ایک مکھی اور اگرچہ وہ اکٹھے ہوں
واسطے اس کے اگر چھین لے جاوے ان سے

لایستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب — مکھی کچھ نہ چھڑا سکیں گے۔ فرما دیجئے کہ وہ

ماقدروا اللہ حق قدرہ قل من ذالذی — کون ہے جو تم کو اللہ سے بچا سکے اگر وہ تمہارے

یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءً — ساتھ برائی کرنا چاہے اور کون ہے جو اللہ کے

اوارادبکم رحمۃ ولا یجدون لہم — فضل وکرم سے تم کو روک سکے اگر وہ تم پر

من دون اللہ ولیاً ولا نصیر — فضل کرنا چاہے اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا

(سورہ احزاب) — حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی اپنا مددگار۔

قرآن مجید کی ان آیتوں کو سن کر قبر پرست یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ یہ آیتیں تو کفار مکہ کے لئے نازل ہوئی ہیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کو اپنا حاجت روا سمجھ کر ان کو پکارتے تھے، ان سے دعائیں مانگتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔

ان کے اس اعتراض کا جواب پچھلے صفحات میں دیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید اگرچہ عرب میں نازل ہوا لیکن یہ تمام دنیا کی رہنمائی کے لئے ہے صرف عرب کے بُت پرستوں کے لئے نہیں بلکہ جہاں بھی بتوں جیسا کام ہوتا ہے ان سب جگہوں کے لئے کلام اللہ کی یہ آیتیں ہماری رہنمائی فرماتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "بلاغ المبین" میں فرماتے ہیں اللہ کے سوا جس کی بھی پوجا کی جائے وہ بت ہے اور ہر وہ چیز جس کی خدائے تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے خواہ وہ کوئی درخت ہو یا پتھر یا کسی کی قبر ہو یا اور کوئی چیز سوائے ان کے ہو یقیناً وہ اس عبادت کرنے والے کے لئے بت ہے اور وہ بت کی پرستش کر رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى جَعَلُوْا — یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی پھٹکار ہو کہ انھوں نے

قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ وَصُلَحَاءِهِمْ مَسَاجِدَ — اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے

پھر فرمایا:

لَا تَجۡعَلُوۡا قَبۡرِیۡ وَثَنًا یُعۡبَدُ — دیکھو تم میری قبر کو بت نہ بنا لینا کہ اس کی پرستش کرنے لگو۔

کیا یہ حدیثیں عرب کے کفّار کی بُت پرستی کے متعلق ہے۔

اچھا اگر کلام اللہ کی آیتیں اور حدیثیں عرب کے کفّار کی بتوں کے متعلق ہیں تو پھر ان قبر پرست عالموں اور مفتیوں کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ قبر پرستی قبروں کی چوما چاٹی اور اہل قبور سے مرادیں اور دُعائیں اور منتیں مانگنے کا جواز کلام اللہ کی آیتوں اور حدیثوں سے نکال کر دکھائیں۔

اکثر انبیاء اولیا معمولی لوگوں کے ہاتھوں نہایت بے کسی کے ساتھ شہید ہوئے۔ لیکن وہ اپنے کمالات اور روحانی طاقت سے خود کو نہ بچا سکے وہ اتنے بڑے بزرگ تھے کہ ان کے بعد ہونے والے کسی ولی اللہ کا مرتبہ ان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بزرگ اپنی مصیبتوں کو دور نہیں کر سکے تو پھر ہمیں مصیبتوں سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی مصیبت پہنچائے تو پھر بجز اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے مبذول فرمائے (سورۂ یونس آخری رکوع)

جس کے ہاتھ میں نفع یا نقصان کچھ بھی نہ ہو اس کو مدد کے لئے پکارنا بڑے ظلم کی بات

ہے۔ جس اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور جس اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں بندے کا نفع نقصان سب کچھ ہے۔ اس پروردگار کو چھوڑ کر بے نفع اور نقصان والی چیزوں کو پکارنا بڑے گناہ کی بات ہے

لوگوں نے بزرگانِ دین کے متعلق اکثر باتیں اپنی طرف سے گھڑلی ہیں حالانکہ اپنی زندگی میں کسی بزرگ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم مرنے کے بعد زائرین کی مرادیں پوری کیا کریں گے۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا ولی کو اپنی طرف سے مقرر کیا ہو کہ تم اپنے حکم سے لوگوں کی حاجتیں پوری کیا کرو اور ان کو اولاد دیا کرو۔

مکہ معظمہ میں رہنے والے عرب اسلام کے آنے سے پیشتر اللہ کو اپنا معبود مانتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ تھا۔ ایک منافق کا نام عبداللہ ابن ابی تھا۔ ایک یہودی کا نام عبدالسلام تھا۔ اسی طرح سینکڑوں نام اللہ کے نام پر تھے۔ وہ کہتے تھے ہم اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑا معبود مانتے ہیں لیکن ہم ان بتوں کی اس لئے پرستش کرتے ہیں۔ اس لئے چڑھاوے چڑھاتے ہیں کہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں ہماری دعاؤں کو سفارش کر کے اللہ تعالیٰ سے منظور کرادیتے ہیں اور یہ بت تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

اسی طرح یہودی اور نصاریٰ بھی اللہ کو اپنا سب سے بڑا معبود سمجھتے تھے لیکن وہ اولیاء اللہ اور انبیاء کی قبروں کی پرستش کرتے تھے۔ ان سے دعائیں مانگتے تھے اور کہتے تھے اولیاء اللہ سفارش کر کے ہماری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سے منظور کرادیتے ہیں۔ اور یہ اولیاء اللہ تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

آج کل کے قبر پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا سب سے بڑا معبود مانتے ہیں لیکن ہم ان اولیاء اللہ کی قبروں پر اس لئے چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ اس لئے قوالیاں کراتے ہیں کہ وہ ہم سے خوش ہو جائیں۔ ہمارے لئے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے

سفارش کرکے ہماری دُعاؤں کو منظور کرادیں۔ اس کے علاوہ یہ اولیاء اللہ تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

اب آپ خود غور کیجئے کہ زمانہ جہل کے عربوں اور یہودیوں اور آج کل کے قبرپرستوں میں کیا فرق ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی کتاب عجائب فی التحقیق المذاہب میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک بزرگ کی قبر پر جاکر سلام کے بعد ان کو مخاطب کرکے کہتا تھا۔

"اے مزار والے میں کئی ماہ سے آپ کے پاس آتا ہوں میرا سوال تم سے دُعا کا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے دعا کریں۔ تم کو میرے سوال کی بابت کچھ خبر بھی ہے کیا تم نے میرے حق میں اللہ سے کچھ کہا یا سفارش کی"۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کلام سن کر اس سے کہا کیا تجھ کو کچھ جواب ملا۔ اس نے کہا کچھ نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا۔

"تجھ پر لعنت ہو اور نامراد رہے تو۔ کیوں کلام کرتا ہے ایسے جسموں سے جو نہ تو جواب دے سکتے ہیں اور نہ آواز سن سکتے اور نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں۔ کیا زندہ خدا موجود نہ تھا جو تو مردوں کے پاس مطلب برآری کے لئے آیا"۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اہل قبور کے لئے دعا مانگنے کے بعد بطریق وسیلہ اس قدر کہنا جائز ہے کہ اللہ ان اہل قبور یا ان بزرگوں کے اعمال صالحہ کی برکت سے میرا فلاں کام پورا کردے۔ مگر اس سے زیادہ یہ خیال کرلینا کہ یہ شاید میری سفارش کریں گے یا نظر عنایت کریں گے تو یہ شرک ہے جو مشرکوں کا خیال بھی اتنا ہوتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہر طرح کی مدد کی خواہش تجھے اللہ تعالیٰ ہی سے کرنی چاہیئے۔ دنیا اگر تجھے ضرر پہنچانا چاہے یا نفع۔ جب تک اللہ کی مرضی نہ ہو تجھ کو نہ کوئی ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ جو لوگ اللہ کے سوا بتوں یا اولیاء اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ اللہ کی جتنی قدر ہونی چاہیئے تھی ویسی نہیں سمجھتے۔ اگر سمجھتے تو اللہ تعالیٰ جیسے زبردست جہان پیدا کرنے والے کے ہوتے ہوئے ان بے چاروں سے جن سے ایک مکھی بھی نہیں بن سکتی ہے کو حاجتیں مانگتے۔ خاک پڑے ایسی سمجھ پر جو بادشاہ کے روبرو فقیر سے بھیک مانگے۔

ایک مرتبہ میں نے ایک عرس میں شرکت کی۔ ایک صوفی صاحب کو دیکھا کہ طبلے کی تھاپ پر رقص فرمارہے ہیں۔ ایک کیفیت ان پر طاری تھی۔ قوال بار بار ایک شعر کو دہرا رہے تھے۔ اس کے بعد میں بنگلے والی مسجد نظام الدین اولیاء میں گیا۔ وہاں دیکھا کہ رات کے ۳ بجے بعض اللہ کے بندے تہجد کی نماز میں مصروف تھے۔

یہ واقعہ سنا کر میں نے اپنے شہر کے ایک صوفی صاحب سے دریافت کیا ان دونوں میں کس کا فعل قابل تعریف ہے صوفی صاحب نے بغیر جھجک کے فرمایا:

"دونوں خدا کی عبادت میں مصروف تھے۔ کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ گویا ان کے نزدیک قوالیوں کا رقص بھی تہجد کی نماز کے برابر تھا"

ہم ہر سال کسی بزرگ کا عرس کرکے اور قوالیاں سن کر خاموش ہو جاتے ہیں لیکن کیا کبھی اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ ان بزرگان دین کی مقدس زندگی سے کچھ سبق یا نصیحت حاصل کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں مثلاً

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے دسترخوان پر

روزانہ ہزاروں غریب اور بھوکے کھانا کھایا کرتے تھے آپ مالدار ہوتے ہوئے بھی روزانہ کتنے بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں آدمیوں کو برے کاموں سے توبہ کرا کر ان کی زندگیوں کو سدھار دیا۔ اور ان کا تعلق اپنے پروردگار سے کرا دیا۔ آپ نے اپنی زندگی میں کتنے آدمیوں کی زندگی کو سدھارا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اصول اسلام (روزہ، نماز وغیرہ) کی سختی سے پابندی کرتے تھے کیا آپ بھی اسی طرح اصول اسلام کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ناجائز کمائی کی کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ اگر نادانستہ طور پر کھا لیتے تھے تو قے ہو جاتی تھی۔ کیا آپ بھی ناجائز کمائی کی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے روحانی کمالات اور حسن اخلاق کو دیکھ کر ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہو گئے اور صحیح راستے پر آ گئے۔ آپ نے بھی کسی کو صحیح راستے پر لگایا ہے۔

ان سب بزرگانِ دین پر ہماری جانیں قربان ہوں وہ اسلام کے ستون تھے ہندوستان میں اسلام پھیلایا اور خالص خدا پرستی کی تعلیم دی۔ وہ مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

ہم نے ان کی صحیح تعلیم کو چھوڑ کر ایسا راستہ اختیار کیا جو ان کا بتایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا اپنا ایجاد کردہ یہودیوں اور عیسائیوں کی نقل ہے اور جس کا مذہب اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

میں آپ کو یہ بھی بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں وہابی یا دیوبندی نہیں ہوں میری باتوں کو وہابی یا دیوبندی مذہب کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں بھی یوپی کے ایک شہر کے بزرگ کے مزار مقدس کے سجادہ نشینوں سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے خاندان میں بھی قبر کا کافی چڑھاوا آتا ہے اور بزرگوں کا تو سال بھر کے بعد عرس ہوتا ہے مگر میرے بزرگ کے مزار پر ہر ہفتہ میلہ ہوتا ہے۔ سینکڑوں زائرین آتے ہیں اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں میرے سامنے قبر کو سجدے کرتے ہیں اور اہل مزار سے براہ راست دعائیں مانگتے ہیں۔ جو باتیں ان بزرگ کے مزار پر ہوتی ہیں میں انہیں شرک سمجھتا ہوں۔ یہ باتیں شریعت اسلامیہ کے بالکل خلاف ہیں۔

میں ایک پیر کا مرید بھی ہوں۔ لیکن میرے پیر نے مجھے قبر پرستی نہیں سکھائی بلکہ صرف خدا پرستی کی تعلیم دی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر نماز ترک کرتے ہیں، وہ کافر ہو جاتے ہیں۔ میں بھی عرسوں میں شرکت کرتا ہوں۔ مزار مقدسہ پر حاضری دیتا ہوں اور سورۂ فاتحہ۔ قل ہو اللہ شریف اور درود شریف پڑھ کر ان کا ثواب ان بزرگ کی روح کو بخش دیتا ہوں میں ان سے کچھ مانگنے نہیں جاتا بلکہ اپنی طرف سے ثواب کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جب مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو میں اپنے پروردگار سے اس کے دور کرنے کی دعا مانگتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وہ میری ضرورتوں سے واقف ہے۔ اس کے فضل و کرم سے میری ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے اور اس کے دربار سے مجھے اپنی حیثیت سے بھی زیادہ مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لئے کسی واسطے کی بھی ضرورت نہیں وہ اپنے گنہگار بندوں کی دعا سب سے پہلے سنتا ہے جو شخص بھی خلوص دل سے، بے قراری، اور آہ و زاری کے

ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اس سے دعا مانگتا ہے اس کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے تو پھر بادشاہ کے ہوتے ہوئے فقیر سے بھیک کیوں مانگیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا پروردگار ہے۔ خالق اور قاضی الحاجات ہے۔ ہم اس کے بندے ہیں۔ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ ہماری فریاد نہ سنے گا تو اور کون سنے گا۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے دُعا مانگتے ہیں۔ ان کو اپنا کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو ہم میں اور غیر مسلموں میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دُعا مانگنے کا جو طریقہ اور جو الفاظ فرمائے ہیں ان میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کہ جب تک تم کسی پیر، اولیاء اللہ یا نبی کا واسطہ نہ دو گے تمہاری دُعا قبول نہیں ہوگی۔ وہ تو ہر وقت آپ کی شہ رگ سے بھی قریب رہتا ہے۔ آپ جب چاہیں اس سے براہِ راست دُعا مانگ سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ	اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ
نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ	وہ سوچتا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ اور
(ق)	ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔
واذا سالك عبادی عنّی فانی	اور جب سوال کریں تجھ کو بندے میرے
قریب اجیب دعوة الداع	پس تحقیق کہ میں نزدیک ہوتا ہوں جواب
اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنو	دیتا ہوں پکارنے والے کا جب وہ پکارتا
ابی لعلهم یرشدون (سورہ بقرہ)	مجھ کو
وقال ربکم ادعونی استجب لکم	اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے۔ مجھ کو

پکارو اور میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ

(نمل)

یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا وارث بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ انہ ھو الغفور الرحیم ط

(قرآن)

اور اے پیغمبر میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے (یعنی بہت گناہ کئے ہیں) وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ وہ ان کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا رحیم ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(عنکوت)

تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ سو تم لوگ رزق خدا کے پاس تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو۔ اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۲۲﴾ (عنکوت)

اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

میں نے ایک تصوّف کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ دو بہت بڑے اور خدا رسیدہ بزرگ حضرت بختیار کاکیؒ اور قاضی حمیدالدین ناگوریؒ ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اچانک ایک بہت ہی بڑا بچھّو قریب کی جھاڑیوں سے نمودار ہوا اور اس نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا کہ تیر کر دوسرے کنارے پہنچ جائے۔ انھوں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور اس بچھّو کو کسی بڑے کام کے لئے بھیجا ہے آؤ ہم بھی چل کر دیکھیں کہ یہ کیا کام کرتا ہے۔ انھوں نے دریا کے کنارے پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تو دریا میں راستہ پیدا ہو گیا۔ اور وہ اس راستہ سے دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے نیچے ایک شخص پڑا سو رہا ہے اور ایک بڑا سانپ اسے ڈسنا چاہتا ہے۔ ابھی اس سانپ کا منہ اس آدمی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ بچھّو نے اس سانپ کے پاس پہنچ کر اس کے ایسا ڈنک مارا کہ وہ سانپ بل کھا کر مر گیا۔ وہ دونوں فقیر بڑے خوف زدہ تھے۔ بچھّو جدھر سے آیا تھا اُدھر کو چلا گیا۔ درویشوں نے سوچا کہ یہ شخص کوئی نہایت ہی خدا رسیدہ آدمی ہے جو سو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور بچھّو کے ذریعے اس کے دشمن کو مروا دیا۔

جب وہ اس شخص کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی۔ اس نے قے بھی کی تھی۔ اور شراب کی ایک خالی بوتل اس کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ یہ تماشہ دیکھ کر انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ غیب سے آواز آئی ــ اے درویشو سنو! اگر ہم اپنے برے بندوں کی حفاظت نہ کریں۔ تو پھر اور کون ان کی حفاظت کرے گا۔ یہ آواز سن کر درویشوں پر رقّت طاری ہو گئی۔ جب وہ آدمی جاگا تو اس نے مرا ہوا سانپ اپنے قریب ہی پڑا ہوا دیکھا۔

درویش نے اپنے چشم دید حالات اس طرح بیان کئے تو وہ رو کر کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے گنہگار بندے کا اتنا خیال رکھتا ہے۔ اس نے فوراً شراب خوری سے توبہ کی اور پھر وہ بڑا متقی اور پرہیزگار بن گیا اور اس نے پاپیادہ بہت سے حج کئے۔ (ملخص از فوائد السالکین ملفوظات حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ)

میرے دوستو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کی دعا ضرور سنتا ہے اور قبول کرتا ہے تبھی اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا:

اے میرے بندو! جن لوگوں نے بے انتہا گناہ کئے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں وہ ان کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔

تم کتنے ہی گنہگار ہو۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ مصیبت کے وقت اسی کو پکارو وہ تمہاری ضرور سنے گا اور مدد کرے گا۔

پھر اس کی شان کریمی کے حوصلے دیکھے
گنہگار یہ کہہ دے گنہگار ہوں میں

بعض قبر پرست عالم یا صوفی یا تعلیم یافتہ حضرات یہ کہہ کر اپنی جھینپ مٹاتے ہیں کہ جاہل اور مذہب سے ناآشنا لوگ ہی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور اہل قبور کو حاجت روا سمجھ کر اس سے مرادیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ لیکن کوئی مذہب سے واقف اور پڑھا لکھا مسلمان تو ایسا نہیں کر سکتا

مجلس سماع (قوالیوں کی محفل) میں اکثر پڑھے لکھے اور مہذب لوگ، صوفی اور درویش ہی تو زیادہ ہوتے ہیں۔ قوالیاں سنتے اور اپنا سر دھنتے ہیں۔ قوالیوں کے اشعار پر رقص کرتے

ہیں اور قوالوں کو بے انتہا رقم دیتے ہیں۔ ذرا آپ بھی قوالیوں اور قبر پرست شاعروں کے اشعار کا لطف اٹھائیے۔ میں نے بخوف طوالت چند اشعار نمونتاً لکھ دیئے ہیں۔ ورنہ قوالیوں میں اکثر آپ مشرکانہ اور غیر شرعی باتیں سنیں گے۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے　　جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

اس شعر میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بڑھا دیا ہے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر　　اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

تو قادر تقدیر ہے یا غوث مدد کر　　بندہ تیرا دلگیر ہے یا غوث مدد کر

اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم کو قادر تقدیر اور اپنے کو اس کا بندہ ظاہر کیا گیا ہے

یا علی مشکل کشا مشکل کشا مشکل کشا　　ہے رنج و غم حد سے سوا مشکل کشا مشکل کشا

اس شعر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل اور مصیبتوں کا دور کرنے والا کہہ کر دعا مانگی گئی ہے۔

اپنے اللہ میاں نے ہند میں نام　　رکھ لیا خواجہ غریب نواز

یعنی اللہ تعالیٰ یا خواجہ غریب نواز دونوں ایک ہی ذات کے دو نام ہیں

کارساز و بے نیاز و عفو فرما و غفور　　دل کشا مشکل کشا سید جمال اللہ شاہ

اس شعر میں سید جمال اللہ شاہ صاحبؒ (رام پور) کو کارساز و بے نیاز اور مشکل کشا ظاہر کیا گیا ہے۔

قوالیوں کے اس قسم کے بے شمار اشعار بطور نمونہ پیش کیئے جا سکتے ہیں ان اشعار کو پڑھ کر "ہمہ اوست" سے دلچسپی رکھنے والے اور کائنات کی ہر شے میں اللہ کو دیکھنے والے صوفی اور درویش فوراً کہہ دیں گے کہ ان اشعار میں کوئی خراب بات نہیں ہے۔ یہ اشعار

بڑے اعلیٰ پایہ کے ہیں۔

شریعت محمدیہؐ اور قرآن کریم کی تعلیم پر چلنے والے حضرات کو ان اشعار کو پڑھ کر سخت کوفت ہوگی اور وہ کہہ دیں گے یہ مشرکانہ اور ملحدانہ خیالات ہیں جن کا اسلامی تعلیم سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

جب عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ خدا کے بیٹے یا خود خدا یا خدا ہی کا ایک جزو تھے۔ یا غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے رام چندر جی مہاراج یا شری کرشن جی مہاراج یا دوسرے بڑے بڑے دیوتاؤں کی صورت میں جنم لیا تو آپ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں اور ان کو جھٹ کافر اور مشرک کہہ دیتے ہیں اور وہی کام جب آپ کرتے ہیں ویسے ہی خیالات کا اظہار آپ کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ عین مذہب بن جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا اشعار سے ظاہر ہے۔ اگر یہ اشعار شرک کی حد میں نہیں آتے تو پھر شرک اور کس چیز کا نام ہے۔

قرآن پاک کی کسی آیت یا کسی حدیث مبارکہ سے (بشرطیکہ وہ موضوع یا مصنوعی نہ ہو) یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء یا اولیاء کو اپنی طرف سے صاحبِ اختیار مقرر کر دیا ہو کہ مرنے کے بعد وہ لوگوں کو دعائیں یا مرادیں پوری کریں۔ دولت دیں۔ اولاد بخشیں اور ان کی ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی دور کر دیں۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ جس کو چاہے ملک دے دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے جیسا کہ آپ اگست ۱۹۴۷ء اور مارچ ۱۹۷۱ء میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل اللّٰهمّ مالك الملك تؤتي الملك من تشاءُ تنزع الملك ممن تشاء وتعزّ من تشاء وتذل من تشاءُ بيدك الخير انك على كل شيئٍ قدير۔

تو کہہ دے یا اللہ سلطنت کے مالک تو سلطنت دے دے جس کو چاہے اور عزت دے دے جس کو چاہے اور ذلیل کر دے۔ جس کو چاہے سب خیر تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سچی باتیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (سورہ مائدہ)

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے مکمل کر دیا اور تم پر میں نے اپنا انعام تمام کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن عبد اللّٰه بن عمر قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم وان بنی اسرائیل تفرّقت علی ثنتین وسبعین ملّة وتفرّق امتی علی ثلاث وسبعین کلّهم فی النار الّا ملّة واحدة قالوا من هی یا رسول اللّٰه

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت ۷۳ میں تقسیم ہو جائے گی۔ وہ سب کی سب جہنم میں جائیں گی۔ سوائے ایک کے سوال کیا وہ کون ہے اللہ کے رسولؐ آپ نے جواب

قال انا علیہ و اصحابی — دیا کہ وہی ملت ہے، جو اس راستہ پر چلے

ترمذی ص۸۹ مشکوٰۃ ص۳۰ — کی جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

مندرجہ بالا قرآن مجید کی آیت اور مستند حدیث کے مطابق تو دین اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی مکمل ہو چکا اور اب دین میں کوئی نئی بات داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس زمانہ میں لوگوں نے اپنی اغراض کے ماتحت نئی نئی باتیں (بری یا بھلی)، دین میں داخل کر دی ہیں جیسے قبر پرستی۔ تعزیہ پرستی۔ اہل مزار سے دعا مانگنا یا قبروں کو سجدہ کرنا وغیرہ جب ہمیں دین میں کوئی نئی بات نظر آئے تو دیکھنا یا اس پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ بات یا رسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کے زمانہ میں رائج تھی تو اس کا کرنا جائز اور ثواب ہے لیکن اگر کوئی ایسی بدعت اس زمانہ میں نہیں تو اس کا کرنا ثواب تو درکنار سراسر گمراہی اور گناہ ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جن بہتر ملتوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمائی تھی انہیں میں سے کسی کی ایجاد ہے۔

حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ جو بادشاہ اکبر و بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں سب سے بڑے ولی اللہ تھے انھوں نے اس قسم کی تمام بدعتوں سے بچنے کے لئے تاکید فرمائی ہے۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور غلط اور بناوٹی رسموں سے جو غیر مسلموں کی نقل ہیں۔ محفوظ رکھے (آمین)





ہندوستان کے گمراہ مسلمان

(مولانا الطاف حسین حالی مرحوم)

جہاں مختلف ہوں روایات باہم
کبھی ہوں نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم
اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدّم
سب اس میں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

(مسدس حالی صفحہ ۶۷)

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنّت کون؟
۱۵۔ اصلاحِ عقیدہ
۱۶۔ ثعبانِ محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنّت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور و غل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حب رسولؐ کے مظاہر
۴۶۔ اہل تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم: بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

آئینے

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب و مساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب و مساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلبار مکاتب و مساجد	۱۲۰۰
ائمہ وخطبار	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلبار مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار و رسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۲	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلبار کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱ - طبیہ کالج کا قیام
۲ - ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام
۳ - ایک پرنٹنگ پریس
۴ - یتیم خانہ
۵ - مسافر خانہ و سرائے
۶ - ایک علمی ادبی میگزین کا اجرار

اپیل

دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہلِ خیر اور ہمدردوں کے تعاون پر منحصر ہے
خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی
اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگِ حیات کو تازہ رکھتا ہے۔
ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ
اہم ترین ملی و دینی فریضہ ہے۔ جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہوگا۔
ہماری سینکڑوں سالہ ملی و جماعتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحابِ خیر کے تعاون
سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی
قائم ہے اور انشاء اللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ تا آخر تک
برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر بھی وقت کا
وہ اہم ترین قدم ہے جو دینِ خالص کی بقا اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت
کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا رہے اور اس مقدس شمع کی
روشنی دور و نزدیک پھیلتی رہے اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا
قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہم قدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزلِ مقصود
تک پہنچ سکتا ہے۔ والسلام

(سکریٹری ٹرسٹ)